دہشت گردی کی معاونت، شرعی حیثیت اور اثرات

محمد ارشد*

دہشت گردی کا لفظ آج زبان زدِ عام ہے اور اس کے مفہوم کی ادائیگی کے لئے مختلف زبانوں میں مختلف الفاظ کا استعمال ہوتا ہے۔ عربی میں اس کے لئے "ارھاب" اور انگریزی میں "Terrorism" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ دہشت گردی کے لئے فقہ حنفی کے مشہور امام ابن ہمام نے محاربت کا لفظ استعمال کرتے ہوئے اس کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

بأنهم الخارجون بلا تأويل بمنعه وبلا منعة يأخذون اموال الناس ويقتلونهم ويخيفون الطريق۔١

"محاربین سے مراد وہ لوگ ہیں جو کسی تاویل کے بغیر محض طاقت کی بنیاد پر بلاوجہ بغاوت کرنے والے ہیں، لوگوں کے مال چھین لیتے ہیں، انہیں قتل کرتے اور راستوں میں خوف وہراس پیدا کرتے ہیں"

رابطہ عالمِ اسلامی کا سولھواں سیشن مکہ مکرمہ میں خادم الحرمین ملک فہد بن عبدالعزیز آلِ سعود کی نگرانی میں ۵ تا ۱۰ جنوری ۲۰۰۲ء اسلامی فقہ اکیڈمی میں منعقد ہوا جس میں دہشت گردی کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی:

الارهاب هوالعدوان الذى يمارسه افراد او جماعات او دول بغيا على الانسان دينه ودمه وعقله وماله وعرضه ويشمل صنوف التخويف والاذى والتهديد والقتل بغير حق وما يتصل بصور الحرابة واخافةالسبيل وقطع الطريق وكل فعل من افعال العنف او التهديد-٢

"دہشت گردی سے مراد ایسی سرکشی ہے جس کا ارتکاب مخصوص افراد، جماعتیں یا ملک دوسرے انسانوں کے دین، خون، عقل، مال اور عزت کی پامالی میں ایذاء رسانی، خوف وہراس پیداکرنا اور ناحق قتل کرنا شامل ہے۔ اسی طرح گروہوں کی شکل میں لوٹ مار خون خرابہ اور شاہراہوں پر قبضہ کرکے لوگوں کو ہراساں کرنا بھی اسی نوعیت کے جرائم ہیں"

---

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ عربی وعلومِ اسلامیہ، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

اس تعریف پر اگر غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ دہشت گردی ایک ایسی سرکشی ہے جس کا مقصد دینی شعائر اور لوگوں کے خون اور عزت وناموس کی پامالی کا نام ہے جس میں ناحق خون ریزی کے ساتھ ساتھ خوف وہراس پیدا کرنا اور لوٹ مار کے ذریعے لوگوں میں عدمِ تحفظ کا احساس اجاگر کرنا ہے۔ مگر یہ دہشت گردی مخصوص افراد کی طرف سے بھی ہو سکتی ہے اور مخصوص گروہوں اور جماعتوں سے بھی ہوتی ہے تاکہ لوگ یا تو اس علاقے کو خیرباد کہہ دیں یا اپنے دین سے منحرف ہو کر ان تشدد پسندوں کے مذہبی نظریات کو اپنا لیں۔

انسدادِ دہشت گردی ایکٹ ۱۹۹۷ء کے سیکشن ۶ کے مطابق دہشت گردی کی تعریف حسبِ ذیل ہے:

(b) The use or threat is designed to coerce and intimidate or overawe the Government or the public or a section of the public or community or sect or create a sense of fear or insecurity in society; or

(c) The use or threat is made for the purpose of advancing a religious, sectarian or ethnic cause. {For intimidating and terrorizing the public, social sectors, business community and preparing or attacking the civilians, Government officials, installations, security forces or law enforcement agencies.}[۳]

(ب) دھمکی کا استعمال کرنا یا حکومت یا عوم یا عوام کے گروہ یا طبقہ یا فرقہ کو طاقت سے روکنے اور دھمکانے یا خوف دلانے کی منصوبہ بندی کی جائے یا معاشرے میں خوف یا ناامیدی کا احساس پیدا کرنا۔

(ج) یا دھمکی کا استعمال مذہبی، طبقاتی یا لسانی سبب کو بڑھانے کے مقاصد کے لئے کیا جائے۔(عوام یا معاشرتی حلقوں ، تجارتی طبقوں کو تیار کرنے یا حملہ کرنے کی سول وسرکاری اہل کاروں پر، سرکاری تنصیبات، سیکورٹی فورسز یا قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کو دھمکانے یا دہشت زدہ کرنے کے لئے)

قانونی تصریحات پر غور واضح کرتا ہے کہ دہشت گردی کا تعلق صرف مذہب یا نظریہ سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق کوئی بھی ایسی جہت ہو سکتی ہے جس میں عدمِ استحکام کا پہلو نکلتا ہو اور دہشت گردوں کا نشانہ عوام، معاشرتی حلقہ جات، تجارتی مراکز، سرکاری وغیر سرکاری مراکز وتنصیبات اور فورسز ہوتی ہیں تاکہ حکومتی گرفت کو کمزور کر کے لوگوں میں عدمِ تحفظ اور عدمِ استحکام کا احساس اجاگر کیا جائے۔

دفعہ ۶ کی ذیلی دفعہ (۷) میں دہشت گرد (Terrorist) کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

(a) A person who has committed an offence or terrorism under this Act, and is or has been concerned in the commission, preparation or instigation of acts of terrorism;

(b) A person who is or has been, whether before or after the coming into force of this Act, concerned in the commission, preparation or instigation of acts of terrorism, shall also be included in the meaning given in Clause (a) above.[٤]

(الف) ایک فرد جس نے ایکٹ ھٰذا کے تحت دہشت گردی کا ارتکاب کیا ہو یا جو دہشت گردی کا ارتکاب کرانے، اس کی تیاری کرنے یا دہشت گردی پر آمادہ کرنے کے اقدام میں شریک ہو یا رہا ہو؛

(ب) ایک فرد جو ایکٹ ھٰذا کے نافذ ہونے سے پہلے یا مابعد دہشت گردی میں ملوث ہو یا دہشت گردی کا ارتکاب کرانے، اس کی تیاری کرنے، یا اس پر آمادہ کرنے کی سرگرمیوں میں شریک رہا ہو، ایسے شخص کو بھی مذکورہ بالا شق (الف) میں دیے گئے مفہوم کے مطابق شمار کیا جائے گا۔

دہشت گردی کی یہ تعریف واضح کرتی ہے کہ ہر ایسا شخص دہشت گرد شمار کیا جائے گا جو کہ ڈرانے ، دھمکانے، خون خرابہ کرنے، عزتوں اور جائیدادوں پر حملہ کرنے اور مقتدر حلقوں، سرکاری اداروں پر حملے کرکے حکومتی رٹ کو کمزور کرنے کی کوشش کرنے والا ہی دہشت گرد نہیں ہو گا بلکہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کسی بھی قسم کی معاونت کرنے والا بھی برابر کا شریک ہو گا۔

دہشت گردی کی معاونت کی شرعی حیثیت

دہشت گردی ایک عملِ قبیح ہے جس سے شریعت نے باز رہنے کا حکم دیا ہے اور ایک اعتبار سے یہ نہی عن المنکر کی بجائے فروغِ نواہی و منکرات میں معاون بننے کا ایک ذریعہ ہے ذیل میں دہشت گردی کے کاموں میں معاونت کے شرعی حکم کا جائزہ لیا جاتا ہے:

نہی عن المنکر کے حکم سے انحراف

کتاب و سنت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بنیادی حکم کا فلسفہ یہی ہے کہ افرادِ معاشرہ برائی کو روکیں گے تاکہ برائی پھیلنے نہ پائے۔ ذیل میں مذکور چند آیات اس کا واضح ثبوت ہیں:

۱۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ[۵]

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کئے گئے ہو تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو"

۲۔ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۶

"اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ وہ اچھے کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے منع کرتے ہیں"

۳۔ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ۷

"اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے"

۴۔ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلا تَعَاوَنُواعَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۸

"اور تم نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں دوسرے کی مدد نہ کیا کرو"

امام قرطبی نے یہاں صراحت کی ہے کہ اثم سے مراد جرائم اور عدوان سے مراد لوگوں پر ظلم ہے۔۹ اس معاملہ کی مزید صراحت فرماتے ہوئے امام قرطبی واضح طور پر لکھتے ہیں: ولا یعن بعضکم بعضا علی الاثم یعنی علی ترک ما امرکم اللہ بفعلہ۱۰

"اور تم گناہ کے معاملہ میں یعنی اللہ تعالیٰ نے جو کام کرنے کا تمہیں حکم دیا ہے اس کے ترک کرنے میں تم ایک دوسرے کی معاونت نہ کرو-" لہذا کسی کے لئے بھی جائز نہیں کہ گناہ اور ظلم کے معاملہ میں کسی کے ساتھ تعاون کرے کیونکہ تعاون کا معاملہ اس کام میں شریک ہونا ہے اور شریکِ کار برابر کے نفع یا نقصان کا مالک ہو گا یہی وجہ ہے کہ نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والے کو نیکی کرنے والا برائی کی طرف راہنمائی کرنے والے کو برائی کرنے والے کی طرح ہی قرار دیا گیا ہے۔۱۱

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر معاشرے کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے اور بالخصوص علماء ومشائخ کی ذمہ داری زیادہ بنتی ہے کہ وہ لوگوں کو راہِ ہدایت پر لانے کے لئے اس فریضہ کو صحیح طریقہ سے سرانجام دیں اور اس معاملہ میں کوتاہی کی صورت میں وہ خود گنہگار ہوں گے اس بارے اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر اعلان فرمادیا:

لَوْلا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالأَحْبَارُعَنْ قَوْلِهِمُ الإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۱۲

"ان کے مشائخ اور علماء انہیں گناہ کی باتوں اور حرام کھانے سے منع کیوں نہیں کرتے؟ یقیناوہ بھی بہت برا کرتے ہیں"

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا شرعی تقاضا کیا ہے؟ اس کا اندازہ اس فرمانِ نبوی ﷺ سے لگایا جا سکتا ہے جس کے راوی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ: من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذٰلک اضعف الايمان۱۳

"تم میں سے جو کوءی برائی کو دیکھے تو اپنے ہاتھ سے اسے روکے اور اگر وہ اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے اسے روکے اور اگر اس کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو تو اس کو اپنے دل سے برا جانے اور وہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے"

احادیث میں نہی عن المنکر سے انحراف عذاب کا سبب

آیات قرآنی کی طرح فرامینِ رسالت مآب ﷺ میں بھی اشاعتِ دین کے اس معاملہ میں تاکید کی گئی ہے اور عوام الناس کو برائی سے ہٹا کر نیکی کی طرف راغب کرنے کی تاکید کی گئی ہے لیکن اس فرض کی عدم ادائیگی کی صورت میں بہت سخت وعیدیں بھی آئی ہیں۔ ذیل میں بیان کردہ چند احادیث اس حقیقت کو آشکار کرتی ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

فتنة الرجل فى اهله وماله وجاره تكفرها الصلوٰة والصدقة والامر بالمعروف والنهى عن المنكر۔۱٤

"آدمی کا فتنہ اس کے اہل وعیال، اس کے مال اور اس کے پڑوس میں ہے جس کا کفارہ نماز، خیرات اور اچھائی کی طرف بلانا اور برائی سے روکنا ہے"

والذى نفسى بيده لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنكراويوشكن الله ان يبعث عليكم عقابا منه ثم تدعونه فلا يستجاب لكم۔۱۵

"اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور بضرور نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کروگے ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیجے گا۔ پھر تم اسے پکاروگے تو تمہاری پکار کو رد کر دیا جائے گا"

حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ان الله لا يعذب العامة بعمل الخاصة حتى يرواالمنكر بين ظهر انيهم وهم قادرون على ان ينكروه فلا ينكروه فاذا فعلوا ذٰلک عذب الخاصة والعامة۔۱۶

"بے شک اللہ تعالیٰ مخصوص لوگوں کے اعمال کے سبب عام لوگوں کو عذاب نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ برے کاموں کو اپنے سامنے ہوتے ہوئے دیکھیں اور وہ ان کو منع کرنے پر قدرت رکھتے ہوں سو وہ ان کو منع نہ کریں جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ خاص (غلط اعمال کرنے والے) اور عام (غلط اعمال پر نہ روکنے والے) افراد کو عذاب دے گا"

حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ان بنی اسرائیل لما وقع فیھم النقص کان الرجل فیھم یری اخاہ یقع علی الذنب فینھاہ عنہ فاذا کان الغد لم یمنعہ ما رأی منہ ان یکون اکیلہ وشریبہ وخلیطہ۔۔۔کان النبی ﷺ متکأ فجلس فقال لا تاخذوا علی یدی الظالم فقاطروہ علی الحق اطرا۔۱۷

"بنی اسرائیل پر جب نقص اور کوتاہی کا دور شروع ہوا تو ان کا حال یہ تھا کہ اگر کوئی اپنے بھائی کو گناہ میں مبتلاء دیکھتا تو اسے اس گناہ سے روکتا لیکن جب دوسرا دن ہوتا تو کوئی چیز اسے اس کا ہم پیالہ، ہم نوالہ اور ہم مجلس ہونے سے نہ روکتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اان کے دل ایک دوسرے سے ملا دیئے۔ نبی اکرم ﷺ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھ گئے اور فرمایا تم (کمزور سے نہ بچ سکو گے) جب تک کہ تم ظالم کا ہاتھ نہ پکڑو اور اسے پوری طرح حق کی طرف نہ موڑ دو"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ان الناس اذا رأواظالمافلم یاخذواعلی یدیہ اوشک ان یعمھم اللہ بعقاب منہ۔۱۸

"بے شک لوگ جب کسی ظالم کو دیکھیں اوراس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ کی طرف سے ان پر عمومی عذاب آجائے (اور وہ ان سب کو اپنی گرفت میں نہ لے لے)"

نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عن نعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل المدھن فی حدود اللہ والواقع فیھا مثل قوم استھموا السفینۃ فصار بعضھم فی اسفلھا وصار بعضھم فی علاھا ۔ فکان الذی فی اسفلھا یمر بالماءعلی الذین فی اعلاھا فتاذوا بہ فاخذ فاسا فجعل ینقر اسفل السفینۃ فاتوہ فقالوا مالک ؟ قال تاذیتم بی ولا بدلی من الماءفان اخذوا علی یدیہ انجوہ ونجو انفسھم وان ترکوہ اھلکوہ واھلکوا انفسھم ۔۱۹

"حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کی حدوں میں سستی کرنے والے اور ان کا ارتکاب کرنے والوں کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے جو

ایک) بحری جہاز (کشتی پر سوار ہوتے ہیں اور انہوں نے قرعہ اندازی کے ذریعے اپنی اپنی جگہ متعین کر لی کچھ لوگ کشتی کے نچلے حصے میں اور کچھ اوپر والے حصے میں چلے گئے وہ لوگ جو نچلے حصے میں تھے وہ اوپر سے پانی لے کر اوپر والوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں اس کی تکلیف ہوتی) جس کی بناء پر اوپر والوں نے نیچے والوں کو اوپر آنے سے روک دیا (جس پر نیچے والوں نے کلہاڑا لے کر کشتی میں سوراخ کرنا چاہا تا کہ سمندر) دریا (کا پانی حاصل کر لیں۔ اوپر والوں نے کہا تم کیا کر رہے ہو انہوں نے جواب دیا تمہیں میرے آنے سے تکلیف ہوتی ہے اور پانی کی مجھے بھی ضرورت ہے۔ اگر وہ اس کا ہاتھ روک لیں تو اسے بھی بچا لیں گے اور خود بھی بچ جائیں گے اور اگر اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے تو اسے بھی ہلاک کر ڈالیں گے اور خود بھی ہلاک ہو جائیں گے"

یہ برائی کی ایک مثال ہے اس کی جہت اگر کسی کی حق تلفی یا کسی پر ظلم کی بنتی ہو اس ظلم کو روکنا مسلمان پر لازم ہے چاہے مد مقابل حکمران ہی کیوں نہ حق گوئی مردِ مومن کا فرض ہو گا اسی کی وضاحت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے ملتی ہے کہ:

ان النبی ﷺ قال:ان من اعظم الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر[۲۰]

"بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک سب سے بڑا جہاد جابر حکمران کے سامنے کلمہ ءحق کہنا ہے"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ برائی کے خاتمہ کے لئے حق گوئی ہر مسلمان کا اولین فرض اور یہ حق تلفی معاشرہ میں فساد، شر انگیزی، بد امنی اور عدمِ تحفظ کے احساس کی صورت میں ہو جس کو دہشت گردی شمار کیا گیا تو اس کے خاتمہ کے لئے تگ و ہر مومن کی ذمہ داری ہو گا چاہے مد مقابل کوئی بھی ہو اس برائی کا خاتمہ آج کے دور سب سے بڑا جہاد ہو گا کہ اس کے ذریعے لوگوں کی جان، مال، عزت وآبرو اور چادر اور چادیواری کو تحفظ حاصل ہو گا اور معاشرہ امن اور بھائی چارے کی اعلیٰ مثال بن جائے گا اور اگر کوئی اس کی تمام تر قباحتوں کے واضح ہو جانے کے باوجود بھی حصولِ مقاصد کے لئے اس عمل کا جائز قرار دیتا ہے یا پھر اس پر خاموشی اختیار کرتا ہے اور دل سے اس معاملہ کو برا بھی نہیں جانتا تو اس کا یہ ردعمل اس برائی کی معاونت اور اس جرم میں شرکت شمار کیا جائے گا۔

قواعدِ فقہیہ کے مطابق دہشت گردی کی معاونت کا حکم

کتاب وسنت کی طرح قواعدِ فقہیہ میں بھی ایسے ضوابط موجود ہیں جن کی بناء پر دہشت گردی کی معاونت بھی دہشت گردی کی طرح کا ہی جرم ہے۔اس ذیل میں فقہاء کا مسلمہ ضابطہ ہے کہ:الوسائل لها حکم المقاصد۲۱ "وسائل کا حکم ان کے مقاصد جیسا ہی ہوتا ہے" اور دوسرا ضابطہ اس کی مزید وضاحت یوں کرتا ہے کہ:وسائل الحرام حرام۲۲ "حرام کے وسائل بھی حرام ہوتے ہیں" تو پتہ چلا کہ ہر وہ معاملہ جو دہشت گردی کا ذریعہ بنے وہ حرام ہے لہذا اس سے گریز ایک شرعی تقاضا ہے جو کہ حرابہ شمار ہوگا اور اس کی سزا عام سزاؤں کی نسبت زیادہ سخت ہے یہی وجہ سے انسدادِ دہشت گردی ایکٹ میں اس جرم کی سزا دیگر جرائم کی سزاؤں سے زیادہ سخت ہے لہذا ضروری ہے اس کی معاونت کی سزا بھی سخت رکھی جائے اور قرآن نے تو اس طرح کے معاملہ کو فساد فی الارض قرار دے کر اس کی سزا صورتِ حال کے مطابق پھانسی، قتل، مخالف سمتوں سے ہاتھ اور پاؤں دونوں کا کاٹنا یا جلاوطنی وقید کی سزاؤں کا ذکر ہے ۲۳۔

دہشت گردی کی معاونت کی صورتیں

دہشت گردی کی بیخ کنی یا عدمِ معاونت یقینی طور پر اس کی کمی کا سبب بنتی ہے مگر اس کی معاونت کے مختلف طریقوں سے یہ دہشت گردی بڑھتی ہے اس کی معاونت کے طریقے کئی ایک ہیں جیسے:

- دہشت گردوں کے نظریے کی تائید کہ ان کا نقطہء نظر درست ہے اور ان کے اس طرح کے پر تشدد اقدامات کی حمایت کرنا یا اس پر خاموشی اختیار کرنا بھی ان کی معاونت ہے۔یہ معاونت سیاسی حوالے سے بھی ہو سکتی ہے اور مذہبی حوالے سے بھی ہے۔
- حکومتی سطح پر ایسے لوگوں کے لئے نرم گوشہ رکھنا بھی ان کی معاونت ہے۔
- فتنہ وفساد کے اس دور میں حکومتی سطح پر اسلحہ کی آزادانہ خرید وفروخت اور اس کو عام کرنے کا معاملہ بھی دہشت گردوں کو تقویت دینے اور ان کی معاونت کرنے کی ایک صورت ہے کیونکہ حدیثِ رسول ﷺ کے مطابق فتنہ وفساد کے دور میں اس طرح کی فروخت ممنوع ہے۔۲۴

- ایسی سوچ پروان چڑھانے والے اداروں اور مدارس کی مالی کفالت بھی دہشت گردی کی معاونت کا ذریعہ ہے۔
- ایسے دہشت گرد لوگوں کے نظریات کی اخبارات اور ٹی وی کے ذریعے اشاعت، اسی طرح سی ڈیز اور ڈی وی ڈیز کے ذریعے بھی ان کے نظریات کی اشاعت دہشت گردی میں معاونت ہے کیونکہ کتاب اللہ کے مطابق فواحش کی تشہیر پر دنیا و آخرت میں عذابِ الیم کی وعید موجود ہے ۲۵ اور دہشت گردی ایک واضح گناہ اور بہت بڑا جرم ہے جس کی اشاعت بھی کتاب و سنت کی تعلیمات سے متصادم ہے۔
- ایسی جیکٹس کی تیاری کرنے والی فیکٹریاں جو کہ بڑی تباہی کا سبب بنتی ہیں یا دہشت گردی میں استعمال ہونے والے اسلحہ کی تیاری بھی اس کی معاونت ہے۔ ان کے لئے براہِ راست تیار کرنے والا یا ان کو فروخت کرنے والا فرد بھی اس کا معاون ہے۔
- ایسے ادرے جن کا کام ان کو کنٹرول کرنا ہے اگر وہ اپنے فرائض درست طور پر ادا نہیں کرتے تو یہ بھی ان کی معاونت ہے۔
- ایسے لوگوں کے خلاف فیصلے نہ کرنا یا ان کے خلاف گواہی نہ دینا بھی معاونت ہے کیونکہ قرآن پاک نے نہ صرف گواہی چھپانے سے منع کیا ہے بلکہ اس عمل کو دل کا گناہ قرار دیا ہے۔ ۲۶
- ایسے دہشت گرد افراد کو کرائے پر یا فری گاڑیاں فراہم کرنا۔
- ایسے دہشت گرد لوگوں کے لئے "ریکی" کرنا اور صورتِ حال کے بارے میں ان کو معلومات فراہم کرنا۔

ایسے دہشت گرد افراد کو کرائے پر مکانات دینا بھی ان کی معاونت ہے۔

دہشت گردی کی معاونت پر موجودہ قوانین

دہشت گردی کی معاونت کرنے والے افراد دنیا میں بھی سزا کے مستحق اور آخرت کی بربادی کے بھی سزاوار ہیں۔ انسانیت کے خلاف یہ ایک گھناؤنا جرم ہے اس کی جتنی بھی سزا متعین کی جائے وہ کم

ہے چنانچہ ملکِ پاکستان کے قوانین میں بھی اس جرم کے خاتمہ کے لئے اس کی اہم صورتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ انسداد، دہشت گردی کے قانون میں دہشت گردی میں ملوث تنظیموں کا تعارف یوں کروایا گیا ہے:

۱۱-A. Organizations concerned in terrorism: For the purposes of this Act, an organization is concerned in terrorism if it--

(a) commits or participates in acts of terrorism;

(b) prepares for terrorism;

(c) promotes or encourages terrorism;

(d) supports and assists any organization concerned with terrorism;

(e) patronies and assists in the incitement of hatred and contempt of religious, sectarian or ethnic lines that stir up disorder;

(f) fails to expel from its ranks or ostracize those who commit acts of terrorism and presents them as heroic persons; or

(g) is otherwise concerned in terrorism.[۲۷]

دہشت گردی میں ملوث تنظیمیں

اس ایکٹ کے اغراض کے لئے، کوئی تنظیم دہشت گردی میں ملوث ہو گی اگر وہ:

(الف) دہشت گردی کے افعال کا ارتکاب کرنا ہے، سہولت بہم پہنچانا یا شمولیت اختیار کرنا ہے

(ب) دہشت گردی کے لئے تیار کرنا ہے

(ج) دہشت گردی کو فروغ دیتا ہے یا حوصلہ افزائی کرنا ہے

(د) دہشت گردی سے منسلکہ کسی بھی تنظیم کے ساتھ تعاون کرتا ہے یا مدد کرنا ہے

(ہ) منافرت کو شہ دینے میں مربیانہ سلوک اختیار کرنا اور مدد کرنا اور مذہب، فرقہ یا نسلی سلسلوں کی توہین کرنا جو بے سکونی پیدا کرنے کا باعث بنے

(و) جنہوں نے دہشت گردی کے افعال کا ارتکاب ہوا ہو ان کو مرتبے یا برادری سے خارج کرنے میں ناکام ہونا ہے اور ان اشخاص کو بطور ہیرو پیش کرنا

(ز) بصورتِ دیگر دہشت گردی سے منسلک ہو

اس دفعہ میں جن جن صورتوں کا تذکرہ کیا گیا ان سب کے مرتکبین دہشت گردی عمل میں ملوث ہونگے اور قانون کی گرفت میں آکر متعین کردہ سزا کے مستحق قرار پائیں گے۔ چنانچہ ذیل میں پاکستانی قانون میں مذکور

چند امور کا تذکرہ دہشت گرد تنظیموں کی رکنیت اور ان کے لئے کام کرنے والا قرار پا کر طے کردہ سزا کا مستحق ٹھہرے گا:

۱۱-F Membership, support and meetings relating to a Proscribed Organization:

(۱) A person is guilty of an offence if he belongs or professes to belong to a proscribed organization.

(۲) A person is guilty of an offence under sub-section (۱) shall be liable on conviction to a term not exceeding six months imprisonment and a fine.

(۳) A person commits an offence if he:

(a) solicits or invites support for a proscribed organization, and the support is not, or is not restricted to, the provision of money or other property; or

(b) arranges, manages or assists in managing, or addressing a meeting which he knows is:

(i) to support a proscribed organization;

(ii) to further the activities of a proscribed organization; or

(iii) to be addressed by a person who belongs or professes to belong to a proscribed organization.

(٤) A person commits an offence if he addresses a meeting, or delivers a sermon to a religious gathering, by any means whether verbal, written, electronic, digital or otherwise, and the purpose of his address or sermon, is to encourage support for a proscribed organization or to further its activities.

(٥) A person commits an offence if he solicits, collects or raises [٩٦][money or other property] for a proscribed organization.

(٦) A person guilty of an offence under sub-sections (۳), (٤) and (٥) shall be liable on conviction to a term of imprisonment not less than one year and not more than five years and a fine.[۲۸]

۱۱- ممنوعہ تنظیم رکنیت، اعانت اور ملاقاتیں

(۱) کوئی شخص اگر وہ ممنوعہ تنظیم کے ساتھ تعلق رکھتا ہو یا وہ اس سے وابستگی کا دعوی کرے، تو وہ ملزم گردانا جائے گا۔

(۲) ذیلی دفعہ (۱) کے تحت کسی جرم کے مرتکب شخص کو جرم ثابت ہونے پر چھ ماہ تک سزائے قید یا جرمانہ کا مستوجب ہو گا۔

(۳) کوئی شخص جرم کا ارتکاب کرے گا اگر وہ:

(الف) کسی ممنوعہ تنظیم کے لئے اعانت حاصل کرے یا طلب کرے،اور اعانت پیسے یا دیگر جائیداد کی فراہمی ہی نہ ہو گی، یا اس تک محدود نہ ہو گی: یا

(ب) کسی جلسہ کا اہتمام، انتظام یا انتظام کرنے میں معاونت، یا خطاب کرے جو کہ وہ جانتا ہو کہ: (اول) ممنوعہ تنظیم کی حمایت میں ہے:

(دوم) ممنوعہ تنظیم کی سرگرمیوں میں اضافہ کا باعث ہے: یا

(سوم) وہ جانتا ہو کہ یہاں کوئی ایسا شخص خطاب کرے گا جو ممنوعہ تنظیم سے وابستہ ہے یا اس سے تعلق کا دعویٰ کرتا ہے۔

(۴) کوئی شخص جرم کا مرتکب ہو گا اگر وہ کسی جلسے سے خطاب کرے، کسی مذہبی اجتماع میں وعظ کرے اور اس کا خطاب یا وعظ خواہ زبانی، تحریری، الیکٹرانک، ڈیجیٹل یا بصورتِ دیگر ہو اور اس کے وعظ یا تحریر کا مقصد کسی ممنوعہ تنظیم کے لئے حمایت حاصل کرنا یا اس کی سرگرمیوں کو فروغ دینا ہو۔

(۵) کوئی شخص جرم کا مرتکب ہو گا جو کسی ممنوعہ تنظیم کے لئے استدعا کرے (رقم یا دیگر املاک) جمع کرے یا اس میں اضافہ کرے۔

(۶) ذیلی دفعہ (۳)، (۴) اور (۵) کی رو سے مجرم قرار دئے جانے والا کسی شخص کو جرم ثابت ہونے پر کسے کم ایک سال اور زیادہ سے زیادہ پانچ سال تک سزائے قید اور جرمانہ کا بھی مستوجب ہو گا۔

ان تمام قانونی شقوں سے واضح ہوتا ہے کہ ان میں بیان کردہ امور کا مرتکب قانون کے شکنجے میں آئے گا اور مقرر کردہ
سزاؤں کا مستحق قرار پائے گا اور ان کے ساتھ کسی قسم کی نرمی روا نہیں ہو گی۔

دہشت گردی کی معاونت کے اثرات

دہشت گردی کی معاونت کے کئی ایک دنیاوی اور روحانی اثرات اس انسانی معاشرے پر مترتب ہوئے ہیں جن میں چند اہم اثرات کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

۱۔عدمِ تحفظ کا احساس

دہشت گردی اور اس کی معاونت سے معاشرے میں عدمِ تحفظ کا احساس بڑھتا ہے۔لوگ اپنے گھروں کے ساتھ ساتھ ریلوے سٹیشن، لاری اڈہ، بازار اور ہسپتال وغیرہ پبلک مقامات پر بھی اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔عدمِ تحفظ کا یہ احساس ان کی آمدورفت اور سرگرمیوں کو محدود کر دیتا ہے۔ایک اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے باشندوں کو ان کی جان ومال کا تحفظ دے۔شہریوں میں عدمِ تحفظ کا احساس اسلامی ریاست کی اپنی ذمہ داریاں پورا نہ کرنے کا اعتراف ہے۔

۲۔خوف اور ڈیپریشن

دہشت گردی سے خوف وہراس میں اضافہ ہوتا ہے۔دہشت گردی کے مناظر دیکھنے والے لوگ خوف اور ڈیپریشن کا شکار ہو جاتے ہیں۔جو لوگ اس میں زخمی ہوتے ہیں اور جن کے قریبی لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں ان کے ذہنوں سے خوف کے دلخراش سائے محو نہیں ہوسکتے اور ان میں سے کئی لوگ ڈیپریشن کا شکار ہو جاتے ہیں۔دہشت گردی کے باعث کئی لوگ مستقل نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔

۳۔سرمایہ کاری میں کمی

دہشت گردی کے باعث ملکی تجارت میں سرمایہ کار عدمِ تحفظ کا شکار ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے سرمایہ کاری کا رجحان بالکل ختم ہو جاتا ہے جو کہ ملکی ترقی کا پہیہ جام کر کے رکھ دیتا ہے کیونکہ ایسی غیر یقینی اور عدمِ تحفظ کی کیفیت میں غیر ملکی تو درکنار ملکی سرمایہ کار بھی سرمایہ کاری سے گریز کرتے ہیں اور اپنی سرمایہ کاری کو سرف بینکوں تک محدود رکھتے ہیں یا غیر ممالک میں اپنا یا سرمایہ لگانے کی کوشش میں لگ جاتے ہیں نتیجۃً غیر ملکی سرمایہ کار بھی ایسے ملک کا رخ نہیں کرتے اور ملکی اور غیر ملکی تجارت بالکل ختم ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے معاشی سرگرمیاں ختم ہونے سے ملکی سرمایہ کاری ختم اور معیشت تباہ ہو جاتی ہے جس کی وجہ غربت اور بے روزگاری کا راج ہوتا ہے اور لوگ اپنی زندگیوں کی بقاء کے لئے لوٹ مار اور دیگر جرائم کا سہارا لینا شروع کر دیتے ہیں جس سے بدامنی اور انتشار میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔گویا کہ دہشت گردی کا یہ حملہ کئی اطراف سے ملک کو تباہ کر دیتا ہے۔

۴۔جرائم میں اضافہ

دہشت گردی کی معاونت سے جرائم کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے جس سے ان کی شرح میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ دہشت گردی کے ان معاملات میں مختلف حوالوں سے معاون کار اور سہولت کار بھی ان جرائم میں شریک ہو جاتے ہیں۔ دہشت گردی کے مرتکب بہت سے لوگ انتقام کی غرض سے مختلف جرائم شروع کر دیتے ہیں۔ دہشت گردی کی ٹریننگ لینے والے لوگ اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے ڈاکہ زنی کرتے ہیں۔ کئی لوگ ٹریننگ لے کر ویسے ہی جرائم کی طرف چلے جاتے ہیں اور قتل وغارت، بھتہ وتاوان، اغواء اور چوری وڈاکہ زنی جیسی وارداتوں میں ملوث ہو جاتے اور یہ سب دہشت گردی کا کیا چھٹا ہے جو کہ معاشرتی بربادی کا ذریعہ ہے۔

۵۔عالمی سطح پر مسلمانوں کے امیج میں خرابی

دہشت گردی کے اس ناسور کی وجہ سے عالمی سطح پر مسلمانوں کے اچھے امیج میں کمی رونما ہوئی ہے۔ مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی اور انتہا پسندی جیسے سنگین الزامات ہیں۔ جس کی وجہ سے عالمی سطح پر مسلمانوں کے خلاف منفی پراپیگنڈا عام ہو گیا ہے اور مسلمان پوری دنیا میں نہ صرف نفرت کا شکار ہیں بلکہ اکثر غیر مسلم ممالک میں گیر محفوظ بھی ہو گئے ہیں۔

۶۔تصورِ جہاد کا مسخ ہونا

دہشت گردی کا بڑا مذہبی نقصان یہ ہوا ہے کہ اسلام کا بنیادی تصورِ جہاد مسخ ہو گیا ہے اور دہشت گردی اور جہاد کے مابین امتیاز کرنا مشکل کر دیا گیا ہے۔ اس دہشت گردی اور خود کش دھماکوں میں جہاد کے دوران رسول اللہ ﷺ کے احکامات اور آدابِ جہاد ختم ہو جاتے ہیں جن میں بچوں اور خواتین کو قتل نہ کرنا۲۹، بوڑھوں کو قتل نہ کرنا۳۰، دوران، جنگ بدعہدی، خیانت، مثلہ بنانے اور راہبوں (مذہبی راہنماؤں) کو قتل نہ کرنا۳۱، تاجروں کو قتل نہ کرنا۳۲، کسانوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا،۳۳اوران کے علاوہ کتبِ احادیث میں غیر مسلم خادمین وغیر محارب غیر مسلموں کے قتل کی ممانعت، ان پر رات کو حملہ نہ کرنا، ان کی املاک کو جلانے اور لوٹ مار کی ممانعت جیسے آداب جنگ مذکور ہیں مگر دہشت گردی کی اس لہر نے ان تمام آداب کو پامال کر کے اور ستم بالائے ستم یہ کہ اسلام کے نام کو استعمال کر کے پوری دنیا میں اسلام

کو بدنام کیا اور اسلام کے تصورِ جہاد کو بھی مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔اس اعتبار سے دہشت گردی کی معاونت اسلام کے تصورِ جہاد کو منہدم کرنے میں مدد دینے کے مترادف ہے۔

۷۔دشمنوں کے مشن کی تکمیل میں آسانی

دہشت گردی کے ذریعے دشمنوں کے مشن کی تکمیل میں آسانی ہو جاتی ہے۔دشمن چاہتے ہیں کہ پاکستان میں عدمِ تحفظ کی فضا پیدا کی جائے تاکہ یہاں سرمایہ کاری میں کمی ہو اور معیشت خراب ہو جائے اور اس صورتِ حال میں افراتفری پیدا ہو اور چھینا جھپٹی کا ماحول بن جائے جس کی وجہ سے مسلمانوں اور پاکستانیوں کو انتہا پسند اور دہشت گرد قرار دینا آسان ہو جائے۔اگر بغور دیکھا جائے تو دہشت گردی میں اضافہ ہی ان مذموم مقاصد کو پورا کر سکتا ہے اور دہشت گردی میں معاونت اس کو زیادہ کرنے کا سبب بنتی ہے۔ان حقائق سے واضح ہوا کہ دہشت گردی دشمن کے مشن اور ان کے عزائم کی تکمیل میں آسانی پیدا کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

۸۔عدمِ برداشت اور انتہا پسندی کو فروغ

دہشت گردی سے عدمِ برداشت اور انتہا پسندی جیسے رویے جنم لیتے ہیں۔دہشت گردی برداشت اور صبر و تحمل کا خاتمہ کر دیتی ہے۔مجموعی طور پر ماحول یہ بن جاتا ہے کہ لوگ اپنے ساتھ زیادتیوں کو برداشت نہیں کرتے اور قانونی وعدالتی چارہ جوئی کی بجائے خود بدلہ لینا شروع کر دیتے ہیں جس سے کئی بے گناہوں کا قتل ہو جاتا ہے اور انتہا پسندی کا رویہ جنم لیتا ہے کیونکہ دہشت گردانہ رویہ میں طاقت کے زور پر بات منوانے اور اپنا مؤقف مسلط کرنے کا فلسفہ کار فرما ہے جس سے انتہا پسندی کا رویہ پروان چڑھتا ہے۔اس سے واضح ہوا کہ عدمِ برداشت اور انتہا پسندی جو کہ معاشتی ہیجان اور گھمبیر مسائل کی اصل جڑ ہیں یہ سب دہشت گردی کا ہی تحفہ ہیں۔جتنی دہشت گردی زیادہ ہوگی اتنے ہی یہ رویے زیادہ شدید ہوں گے۔

۹۔معاشرتی عدمِ استحکام

دہشت گردی سے معاشرے میں عدمِ استحکام پیدا ہو جاتا ہے اور جو معاشرہ عدمِ استحکام کا شکار ہو جاتا ہے اس کے ادارے کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں یا کم از کم ان کی کارکردگی کم ہوتی ہے جس سے خاص طور پر معاشی ادارے متاثر ہو کر اپنی کارکردگی کھو دیتے جس سے بہت سے ایسے مسائل جنم لیتے ہیں جن کا معاش

کے ساتھ خصوصی تعلق ہوتا ہے۔اس سے واضح ہوا کہ قومی اداروں کی کرکردی اور استحکام معاشرتی استحکام سے وابستہ ہے۔

۱۰۔اللہ کی رحمت سے محرومی

سابقہ تمام بحث میں دہشت گردی کے اثرات کو واضح کرتی ہے اور یہ اثرات دنیوی اعتبار سے ہیں مگر جس معاشرہ میں اس قسم کا ناسور موجود ہوں اور وہ معاشرہ ان کی بیخ کنی کی تدابیر نہ کرے بلکہ محض خوف وہیجان کا ہی شکار ہو کر رہ جائے اس معاشرے اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی اٹھ جاتی ہے۔کیونکہ اس ظلم پر خاموش رہ کر یا پھر اس ظلم کو برداشت کرکے وہ معاشرہ دہشت گردوں کی معاونت کر رہا ہے جو کہ عملِ حرام ہے اور ایسا عمل مومن کے ناحق قتل پر معاونت شمار کیا جائے گا جس کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت میں واضح ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:من اعان علی قتل مؤمن بشطر کلمة لقی الله مکتوب بین عینیه آئس من رحمة الله۳۴

"جس شخص نے چند کلمات کے ذریعے بھی کسی مومن کے قتل میں کسی کی مدد کی تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان "اللہ کی رحمت سے مایوس" لکھا ہوگا"

اس سے واضح ہوا کہ دہشت گردی صرف دنیوی اعتبار سے انسان کو متاثر نہیں کرتی بلکہ وہ اس پر اگر قابو پانے کی کوشش نہ کرے تو یہ اس کی عاقبت کو برباد کر دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی نہ صرف اس کی رحمت سے دوری ہے بلکہ اس کے لئے دنیا اور آخرت کی بربادی کی وعید بھی ہے۔

مذکورہ بالا منفی اثرات دہشت گردی کا ہی نتیجہ ہیں اگر مذہبی، قانونی اور مالی اعتبار جیسے مختلف پہلوؤں سے دہشت گردی کی معاونت کی جائے گی تو اس سے دہشت گردی کو فروغ ہی ملے گا جس سے پورا معاشرہ ذہنی اور نفسیاتی مریض بن کر اپاہج اور مفلوج ہو کر رہ جائے گا جس سے اقوامِ عالم میں سب سے نچلا درجہ اسی قوم کو ملے گا جس کے اندر دہشت گردی کے ناسور زیادہ پائے جائیں گے۔

نتائج بحث

اس مقالہ کے اہم نتائج حسب ذیل ہیں:

۱. دہشت گردی سے مراد ایسی سرکشی ہے جس کا ارتکاب مخصوص افراد، گروہ یا ملک کا دوسروں کے حقوق کی پامالی، قتلِ ناحق اور خوف وہراس پیدا کرنا ہے؛

۲. کتاب وسنت کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بنیای حکم کے باعث دہشت گردی جیسے سنگین جرم کو روکنا ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے اور اس سے روگردانی کتاب وسنت کی تعلیمات سے انحراف ہے؛

۳. نہی عن المنکر کے فرض سے انحراف کے سبب قومیں عمومی عذاب کی مستحق ہو جاتی ہیں۔ برائیوں کا ارتکاب کرے والے اور دیگر سب لوگ اس کی گرفت میں آجاتے ہیں؛

۴. قواعدِ فقہیہ کے مطابق دہشت گردی کی معاونت بھی حرام ہے کیونکہ حرام کے ذرائع بھی حرام ہوتے ہیں۔ اس لئے دہشت گردی کی معاونت کی تمام صورتوں سے اجتناب لازم ہے؛

۵. انسدادِ دہشت گردی ایکٹ ۱۹۹۷ء میں دہشت گردی کی معاونت کی مختلف صورتوں کو بیان کیا گیا ہے اور اس پر سزاؤں کا ذکر بھی ہے۔

۶. انسدادِ دہشت گردی ایکٹ ۱۹۹۷ء میں موجودہ دہشت گردی کی صورتِ حال کے مطابق دہشت گردی کی معاونت کی سزاؤں کو بڑھانے اور ان پر عمل درآمد کی اشد ضرورت ہے کیونکہ دہشت گردی حرابہ اور فساد فی الارض کے حکم میں ہے۔

۷. دہشت گردی کے اثرات میں عدمِ تحفظ کا احساس، خوف اور ڈیپریشن، سرمایہ کاری میں کمی، جرائم میں اضافہ، عالمی سطح پر مسلمانوں کے امیج میں خرابی، اسلام کے حقیقی تصورِ جہاد کا مسخ ہونا، دشمنوں کے مشن کی تکمیل میں آسانی، عدمِ برداشت اور انتہا پسندی کو فروغ اور معاشرتی عدمِ استحکام کے ساتھ ساتھ اللہ کی رحمت سے محرومی بھی ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[۱]۔ ابن ہمام، محمد بن عبد الواحد، **فتح القدیر**، دار لفکر، بیروت، ۶/ ۹۹

[۲]۔ **بیانِ مکہ**، ۴(۲۰۰۲ء)

[۳]. **The Criminal Major Acts**, ۲۰۱۲, PLJ Committee, Lahore, P:۱۱۶۸-۹

[۴]. Ibid, P: ۱۱۷۰

[۵]۔ آل عمران ۳: ۱۱۰

[۶]۔ التوبۃ۹: ۷۱

[۷]۔ آل عمران ۳: ۱۰۴

[۸]۔ المائدۃ ۵ : ۲۱

[۹]۔ قرطبی، محمد بن احمد، **الجامع لاحکام القرآن**، دار الکتب المصریۃ، القاہرۃ، الطبعۃ الثانیۃ، ۶/ ۴۷

[۱۰]۔ ایضاً، ۹/ ۴۹۰

[۱۱]۔ ایضاً

[۱۲]۔ المائدۃ ۵: ۶۳

[۱۳]۔ مسلم بن حجاج قشیری، **الجامع الصحیح**، کتاب الایمان، باب بیان النھی عن المنکر من الایمان، دار الکتب المصریۃ، القاہرۃ، ۱۳۸۴ھ ، رقم الحدیث: ۷۸

[۱۴]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، داراحیاء التراث العربی، بیروت، رقم الحدیث: ۳۳۹۳

[۱۵]۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، **السنن**، کتاب الفتن، باب ما جاء فی الامر بالمعروف ونھی عن المنکر، مکتبۃ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر، رقم الحدیث: ۲۱۶۹

[۱۶]۔ احمد بن حنبل، **المسند**، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۴: ۱۹۲

[۱۷]۔ ترمذی، **الجامع**، کتاب تفسیر القرآن، باب سورۃ المائدۃ، رقم: ۳۰۲۱۷

[۱۸]۔ ایضاً، کتاب التفسیر، ومن سورۃ المائدۃ، رقم الحدیث: ۳۰۶۴

[۱۹]۔ بخاری، کتاب العبادات، باب القرعۃ فی المساوات، رقم الحدیث: ۲۶۸۶

[۲۰]۔ ترمذی، **الجامع**، ابواب السنن، باب ماجاء افضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر، رقم الحدیث: ۲۱۷۴

[۲۱]۔ قرافی، احمد بن ادریس، **الفروق**، ۱/ ۳۳، عالم الکتب، بیروت

[۲۲]۔ بہوتی، منصور بن یونس، **کشاف القناع**، ۴/ ۳۴۰، دارالکتب العلمیۃ، بیروت

[۲۳]۔ المائدۃ۵: ۳۳

[۲۴]۔ بیہقی، **السنن الکبریٰ**، کتاب البیعۃ، باب کراھیۃ بیع العصیر، رقم الحدیث: ۱۰۷۸۰، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت

[۲۵]۔ النور۲۴: ۱۹

[۲۶]۔ البقرۃ۲: ۲۸۳

[۲۷] ۔ The Criminal Major Acts, ۲۰۱۲, PLJ Committee, Lahore, P:۱۱۷۸-۹

[۲۸] ۔ The Criminal Major Acts, ۲۰۱۲, PLJ Committee, Lahore, P:۱۱۸۵-۶

[۲۹]۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الجهاد والسیر، باب قتل النساء فی الحرب، رقم الحدیث: ۲۸۵۲

[۳۰]۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، **السنن**، کتاب الجهاد، باب دعاء المشرکین، رقم الحدیث: ۲۶۱۲، المکتبۃ العصریۃ، بیروت

[۳۱]۔ احمد بن حنبل، **المسند**، رقم الحدیث: ۲۷۲۸

[۳۲]۔ ابن ابی شیبہ، ابو بکر، **المصنف**، رقم الحدیث: ۳۳۱۲۹، مکتبۃ الرشد، الریاض، ۶/ ۴۸۴

[۳۳]۔ ایضا، رقم الحدیث: ۳۳۱۲۰، ۶/ ۴۸۳

[۳۴]۔ بیہقی، **السنن الکبریٰ**، رقم الحدیث: ۱۵۶۴۶، ۸/ ۲۲؛ ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن، کتاب الدیات، باب التغلیظ فی قتل مسلم ظلما، رقم الحدیث: ۲۶۲۰، داراحیاء الکتب العربیۃ